السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

دریائے نیل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لکھے ہوئے پرزہ یا بطاقہ ڈلنے کا واقعہ

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

دریائے نیل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لکھے ہوئے پرزہ یا بطاقہ ڈلنے کا واقعہ خطط المقریزی 1 58 اور النجوم الزھرۃ 1 35 اورتاریخ الخلفاء ص : 49 میں بھی بحوالہ کتاب العظمۃ لابی الشیخ مذکور ہے۔ اس کے سند میں مجہول اور ضعیف رواۃ موجود ہیں اس بنا پر یہ روایت قطعاً ناقابل اعتبار ہے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے منبر پر خطبہ جمعہ کی حالت میں ''یاساریۃ الجبل،، والا واقعہ تہذیب الاسماء واللغات للنووی 2 10 اور اسد الغابۃ 4 25 اورتاریخ الخلفاء ص : 49 میں بحوالہ بیہقی، ابو نعیم فی دلائل النبوۃ، واللالکائی فی شرح السنۃ، والدیر عاقولی فی فوائدہ، وابن الاعرابی کرامات الاولیاء، والخطیب فی رواۃ مالک وابن مردویہ، سنداً مذکور ہے۔ نیز حافظ نے اصابہ میں اس قصہ کو مختصراً لکھنے کے بعد کہا ہے کہ ''اسنادہ حسن،، اس لیے اس واقعہ کو ناقابل اعتبار بتانا صحیح نہیں معلوم ہوتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کسی شخص کو پرزہ پر ''بسم اللہ الرحمن الرحیم،، لکھ کر ٹوپی میں لگانے کا حکم یا مشورہ دینے کا واقعہ نظر سے نہیں گذرا واللہ اعلم بحال سندہ۔

محمد بن اسحق اور عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے بارے میں آپ کو جو کچھ لکھا جاچکا ہے اس سے زیادہ اب کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مصنف رسالہ کی طرف سے ان دونوں پر نیز خارجہ بن الصلب پر ذکر کی گئی جرحوں اور فیصلہ کو دیکھ کر بار بار افسوس ہوتا ہے۔ اب اس سلسلہ میں عاجز کو کچھ نہ لکھا جائے۔

آیت : الَّذينَ يَأكُلونَ الرِّبوٰا لا يَقومونَ إِلّا كَما يَقومُ الَّذى يَتَخَبَّطُهُ الشَّيطـٰنُ مِنَ المَسِّ ... ۲۷۵ ... البقرة سے میں نے جنوں کے کسی پر سوار ہونے اور تکلیف پہنچانے کو ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی ہے۔ بلکہ جو لوگ اس کے قائل ہیں ان کے مستدل کو ذکر کردیا ہے، ساتھ ہی یہ لکھ دیا ہے کہ جو لوگ اس کے قائل نہیں ہیں (معتزلہ نیچرلہ وغیرہ) وہ اس کی جو تاویل و توجیہ کرتے ہیں، غالباً مصنف رسالہ بھی وہی سب کچھ کرتے ہوں گے۔ مفسرین نے اس بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ ساری چیزیں میرے سامنے تھیں، مفسرین کی توجیہات وتاویلات پر جس کو اطمینان ہو اس کو اختیار ہے جو چاہے اپنا مسلک اور عقیدہ بنائے۔

حضرت الوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور واقعہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں مذکور واقعہ۔ ان دونوں میں ایک شخص جو سلیم ولدیغ تھا اور ایک ہی جماعت صحابہ اور لدیغ پر رقیہ (دم) کرنے والے صحابی کا ذکر ہے اور یہ دو قصے نہیں ہیں۔ البتہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ''ان احق ما اخذ تم علیہ اجرا کتاب اللہ،، کا جملہ نہیں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں موجود ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس جملہ کے مذکور نہ ہونے کا نفس واقعہ اور اس جملہ کے محفوظ ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ البتہ خارجہ بن الصلت عن عمہ کی حدیث میں دوسرا واقعہ مذکور ہے جس میں بصراحت یہ موجود ہے کہ جس پر دم کیا گیا تھا وہ مجنون اور مخبول العقل تھا۔

تعلیم قرآن پر اجرت لینے کے، کہ اس کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط کرنا غلط بات ہے۔ اجرت علی الرقیہ کے عدم جواز یا منع پر کوئی روایت موجود نہیں ہے۔ بلکہ اس کی مثبت تین صریح صحیح اور معتبر احادیث موجود ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے اس کے جواز کا انکار کرنا اور ان کی دوراز کار تاویلیں کرنا، بڑی جرات اور بعید از انصاف بات ہے۔ اسی لیے میں اس کا قائل ہوں، کہ اگر کوئی بوقت ضرورت یا بلا ضرورت اتفاقی طور پر جائز رقیہ کی شرط کرکے اجرت لے لے تو جائز ہے، البتہ اس کو کسب معاش کا ذریعہ بنانا اور اس کا کاروبار اور بیوپار کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

رہ گیا تعلیم قرآن پر اجرت لینا اگرچہ ''ان احق ما اخذ تم علیہ اجرا،، الخ کے عموم واطلاق سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے، اور اس کی ناسخ یا اس کے درجہ کی کوئی معارض حدیث موجود نہیں، بلکہ سب کی سب اس سے بہت کم درجہ کی ہیں جنہیں آپ نے اپنے خط میں نقل بھی کردیا ہے۔ ان کی بنا پر خود یہ حقیر وناکارہ تعلیم قرآن پر یا تراویح میں قرآن سنانے پر شرط کرکے یا بغیر شرط کے اجرت اور معاوضہ لینے کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ البتہ اگر معلم قرآن کے ذمہ دوسرے فن کی تعلیم کا کام بھی ہو تو یہ کراہت بہت ہلکی یا ختم ہوسکتی ہے۔

(عبیداللہ رحمانی مبارکپوری 13 5 1979ء (مکاتیب شیخ رحمانی بنام مولانا امین اثری ص : 112 113 114

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 33

محدث فتویٰ